# مسئلۂ توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
## (کتاب وسنت کی روشنی میں)

اسماعیل عارفی*

**ABSTRACT:**

*Over the past few years, our holy Prophet (PBUH) has largely been desecrated and blasphemed in the name of freedom of speech in various different European countries. Derogatory remarks and blasphemous caricatures of Prophet Muhammad (PBUH) have been published over and over again.*

*It is natural for Muslim Ummah (community) to react against this as the greatest wealth for the Muslims is their beloved Prophet (PBUH).*

*Today, Muslims despite all their weakness have a deep attachment and relation with Prophet (PBUH) and consider it a great privilege to fight and die for the honor of the Prophet.*

*The Western nations, having broken the prophetic attachment and relations, resorted to be the secularism, and demand that the Muslim should end their religious ties and connection and that the Muslim should not raise a storm of strong protests.*

*On the other hand, it, too, is a fact that some Muslims alongside unbelievers attribute this attitude or reaction of the Muslims to extremism and advise Muslim against this.*

*They say one cannot demand respect for the Prophet (PBUH) from those who do not believe in him.*

*They are also of the opinion that Quran and Sunnah do not explicitly mention any punishment for blasphemy against priesthood.*

*In this article, a research overview on the issue of blasphemy against the Prophet (PBUH) has been given and dispelled several doubts concerning the issue.*

**Keywords:** Blasphemous, western nation, Prophet (PBUH).

دینِ اسلام ہی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا پسندیدہ اور دنیا وآخرت کی نجات وسعادت کا ضامن ہے۔ یہ دین دیگر مذاہب کی طرح کسی فرد یا قبیلہ کی طرف منسوب نہیں ہے بلکہ اس کا لفظی مطلب ''فرمانبرداری'' ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے اذ قال لہ ربّہ اَسلم قال اسلمتُ لِربّ العالمین (۱) گویا جو شخص داخلِ اسلام ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے کامل فرمانبرداری کا عہد کرتا ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ خالقِ کائنات کی اطاعت ہی واحد ذریعہ نجات

* ڈاکٹر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اصول الدین، جامعہ کراچی       برقی پتا: drismailarfi@yahoo.com
تاریخِ موصولہ: ۲۰/۶/۲۰۱۴ء

ہے اور یہی بات تمام انبیاء ورسل علیہم السلام تمام صحائفِ مطہرہ وکتبِ مقدسہ کا مرکزی نکتہ ہے۔لہٰذا دینِ اسلام اپنے نام کی نسبت اور معنوی مفہوم کے اعتبار سے دوسرے تمام ادیان پر فضیلت رکھتا ہے۔مذاہبِ عالم کے مذہبی لٹریچر کا جائزہ لیا جائے تو ان میں ہر قسم کی کمزوریاں موجود ہیں مگر صحیفہ اسلام قرآن کریم کو دیکھیے! وہ ہر اعتبار سے مکمل' ہر پہلو سے غالب اور ہمہ جہت محاسن کا حامل ہے جیسا کہ ارشاد ہے ذالک الکتاب لاریب فیہ(۲) یہ ٹھیک ہے کہ دنیا میں اس نسخہ ہدایت کا انکار کرنے والے موجود ہیں' تاہم قرآن کے چیلنج فأتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہدآء کم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین (۳) کا آج تک جواب نہیں ہے۔دینِ اسلام واحد مذہب ہے جس میں پیغمبرِ اسلام ﷺ کی زندگی کا ایک ایک باب محفوظ ہے اور اہلِ اسلام اپنے پیغمبر ﷺ کی سیرت کے متعلق تمام اہم چیزوں کو پورے ثبوت' اتصالِ سند کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں۔یہی واحد فطری دین ہے جس کا نظامِ عبادات انتہائی عمدہ و منظم ہے جس سے نفوس کا تزکیہ' اخلاق کی تطہیر ہو کر ملکوتی صفات پیدا ہوتی ہیں۔اس کی تعلیمات انتہائی سادہ معقول' آسان اور قابلِ عمل ہیں جو ہر دور کا ساتھ دیتی ہیں۔اس کی بنیادیں اخوت و مساوات' صدق و انابت' تمدن و سیاست' اخلاق و معاشرت' رواداری و اعتدال پر استوار ہیں۔یہ کوئی مغلوب و مقہور دین نہیں ہے بلکہ غالب ذات کا غالب دین ہے جو جہاد کے ذریعے اپنی شان و شوکت رکھتا ہے۔عقل و فطرت کی قوتوں کو دباتا نہیں بلکہ ابھارتا اور جلا بخشتا ہے۔یہ دینِ توحید ہے' دینِ روحانیت ہے' دینِ اخوت ہے' دینِ مساوات ہے' دینِ تمدّن ہے' دینِ علم وعقل ہے' تمام اخلاقِ حسنہ کا معلّم ہے' بڑا عملی اور آفاقی دین ہے۔

## دین میں رسول کا مقام:

آسمانی دین کی بنیاد وحیٔ الٰہی اور پیغامِ رسالت پر ہوتی ہے اس لیے اس میں رسول کی حیثیت وعظمت اور مقام ومرتبہ کو بلند رکھا گیا ہے۔رسول پر ایمان لائے بغیر' اس کی شخصیت وسیرت کو تسلیم کیے بغیر اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی معتبر نہیں چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

> ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، وہ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے اس امت کا (یعنی اِس دور کا) کوئی بھی یہودی یا نصرانی میری خبر سن لے (یعنی میری نبوت ورسالت کی دعوت اُس تک پہنچ جائے) اور پھر وہ مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو ضرور وہ دوزخیوں میں ہوگا۔'' (۴)

ظاہر ہے کہ یہ یہودی یا عیسائی کسی نہ کسی درجے میں اپنی کتاب پر ایمان رکھتا ہوگا، اسی طرح اللہ تعالیٰ پر بھی وہ ایمان لانے کا دعوے دار ہے مگر اس کی کوئی حقیقت نہیں اور رسول عربیؐ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے وہ دائمی عذاب میں گرفتار اور ابدی جہنم کا مستحق ہوگا۔جس طرح رسول کی اطاعت، درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے چنانچہ ارشاد ہے

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (۵) ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی'' اسی طرح رسول کا

انکار درحقیقت اللہ تعالی کا انکار اور کفر ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:قدنعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانہم لایکذبونک ولکن الظٰلمین بأیٰت اللہ یجحدون(٦)

''ہمیں معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتیں آپ کو رنج پہنچاتی ہیں لیکن یہ آپ کو نہیں جھٹلاتے،درحقیقت یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں''۔

علامہ شبیر احمد عثمانی اس آیت کی وضاحت میں لکھتے ہیں''خلائق کے حال پر شفقت و ہمدردی سارے جہاں سے زیادہ نبی کریمؐ کے دل میں ڈالی گئی تھی آپ ان بدبختوں کی تکذیب واعراض، مستقبل کی تباہی اور مشرکانہ وملحدانہ کلمات سے سخت رنج اور صدمہ محسوس فرماتے تھے۔ان آیات میں آپؐ کو تسلی اور ان اشقیاء کو دھمکی دی گئی ہے کہ آپ ان کے اعراض و تکذیب سے اس قدر دلگیر اور بے چین نہ ہوں یہ لوگ جو تکذیب کر رہے ہیں فی الحقیقت آپ کو نہیں جھٹلاتے کیونکہ آپ کو تو پہلے سے بالاتفاق صادق وامین سمجھتے تھے، بلکہ خدا کی آیات ونشانات کا جو پیغمبر علیہ السلام کی تصدیق وتبلیغ کے لیے بھیجی گئی ہیں جان بوجھ کر از راہ ظلم وعناد انکار کر رہے ہیں تو آپ بھی ان ظالموں کا معاملہ خدا کے سپرد کر کے مطمئن ہو جایئے۔''(١٠)

اسی طرح رسول کو ایذا پہنچانا درحقیقت اللہ تعالی کے متعلق ایسی جسارت کرنا ہے جیسا کہ اس آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے:

اِنَّ الَّذِینَ یُؤذُونَ اللّٰہَ وَرَسُولہ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لہم عَذَابًا مہینًا (٧)

''بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی ہے اور اللہ نے ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے''۔

دنیا کا سب سے بڑا شیطان خواہ انسانوں میں سے ہو یا جنوں میں سے اپنی تمام تر سرکشی کے باوجود اللہ تعالی جل جلالہ کا کیا بگاڑ سکتا ہے؟ اور اس ذاتِ احد صمد کو کیا ایذا دے گا؟ مگر آیت کا ظاہر یہ بتاتا ہے''لوگ اللہ کو اذیت دیتے ہیں'' واضح سی بات ہے کہ وہ لوگ اذیت تو رسول خدا کو دیتے ہیں مگر اس جرم کی قباحت اس قدر ہے کہ درحقیقت یہ لوگ اللہ کو ایذا دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جیسا کہ وہ اللہ تعالی کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ باری تعالی دھوکہ کھانے سے پاک ہے اور ان کو اس فعل خبیث پر سزا کی وعید سنائی گئی ہے۔چنانچہ ارشاد ہے''یخٰدعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون''(٨) اور دوسری جگہ ارشاد ہے''ان المنٰفقین یخٰدعون اللہ وھو خادعہم''(٩)

چونکہ رسول اللہؐ کی ذات گرامی پر پورے دین کا مدار ہے۔آپ کی عظمت کی حفاظت سے ہی دین کی بہار ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے اہل ایمان کو آدابِ رسالتؐ کی خود تعلیم دی ہے۔قرآن کریم کی سورۃ الحجرات جس کا دوسرا نام''سورۃ الاخلاق والآداب'' ہے۔اس کے شروع میں بارگاہِ رسالت مآبؐ میں حاضری کے آداب بیان ہوئے ہیں۔اسی طرح قرآنِ حکیم شاتمِ رسولؐ کی حیثیت کے متعلق بھی فیصلہ کن ارشادات دیتا ہے۔یہاں ہم اولاً ان آیات کا

مطالعہ کرتے ہیں جن میں اس حوالے سے واضح ہدایات اور صریح احکامات دیے گئے ہیں۔

## مسئلۂ توہینِ رسالت ﷺ قرآنِ کریم کی روشنی میں

### پہلی آیت

جولوگ پیغمبر آخرالزماںؐ کی مقدس ہستی پر کسی قسم کا طعن کریں اور آپ کو ایذا پہنچائیں ان کے بارے میں قرآن کریم نے یہ حکم بیان کیا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو ذلت آمیز سزا دے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِینَ یُؤذُونَ اللّٰہَ وَرَسُولَہ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُم عَذَابًا مُھِینًا (۹)

ترجمہ ''بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب مہیا کر دیا ہے۔''

مفسرِ جلیل علامہ محمود آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''علماء نے کہا ہے کہ آپؐ کو ایذا دینے سے مراد ہے کہ آپ کو شاعر، ساحر، کاہن یا مجنون وغیرہ کہنا (نعوذ باللہ) بعض نے کہا ہے کہ ایذا سے آپؐ کا دندان مبارک شہید کرنا مراد ہے جو غزوۂ احد میں پیش آیا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ منافقین نے حضرت صفیہؓ کے ساتھ آپؐ کے نکاح پر طعن کیا تھا وہ مراد ہے، صحیح بات یہ ہے کہ ایذا میں عموم ہے (یعنی اس میں ہر وہ حرکت داخل ہے جس سے تکلیف ہو اور مقامِ رسالتؐ کے نامناسب ہو)''(۱۰)

ایک اور جگہ یہی مضمون وارد ہے اور ایذا رسول پر دردناک عذاب کی وعید سناتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

وَالَّذِینَ یُؤذُونَ رَسُولَ اللّٰہِ لَہُم عَذَابٌ اَلِیم (۱۱)

ترجمہ: اور جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ کے رسول کو ان کے لئے ایک بڑا ہی دردناک عذاب ہے۔

علامہ آلوسیؒ اس آیت کی شرح میں لکھتے ہیں:

وذکر بعضہم أن الایذا لا یختص بحال حیاتہ ﷺ بل یکون بعد وفاتہ أیضاً۔ (۱۲) ''علماء نے لکھا ہے کہ ایذا صرف آپؐ کی حیاتِ مبارکہ کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی ایذا متصور ہو سکتی ہے''

یعنی آپؐ کی وفات کے بعد بھی اگر کوئی شخص آپؐ کی ذاتِ گرامی کے بارے میں کوئی دل آزار بات کرے گا تو وہ مستحق عذاب ہوگا۔

### دوسری آیت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِن نَّکَثُوا اَیمَانَہُم مِّن بَعدِ عَہدِہِم وَطَعَنُوا فِیدِینِکُم فَقَاتِلُوا اَئِمَّۃَ الکُفرِ اِنَّہُم لَا اَیمَانَ لَہُم لَعَلَّہُم

یَنتَہُون (۱۳)

ترجمہ: ''اگر یہ لوگ معاہدہ کرنے کے بعد اپنا عہد توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو کافروں کے سرغنوں سے لڑو، ان کے معاہدوں کی کوئی حیثیت نہیں، تاکہ وہ باز آجائیں۔''

اس آیت میں دین میں طعن کرنے کے مجرم کے قتل کا حکم ہے اور جو شخص پیغمبر اسلامؐ کی شخصیت پر طعن کرتا ہے تو وہ بھی دین ہی پر طعن کرتا ہے کیونکہ آپؐ کی ذات گرامی پر پورے دین کا مدار ہے، اس لیے ایسی گستاخی کے مرتکب کی سزا بھی قرآن کی اس آیت کی روشنی میں قتل ہی ہے، یہ آیت گستاخِ رسالتؐ کی سزا سزاءِ قتل متعین کرنے میں نہایت صریح ہے یہی وجہ ہے کہ عظیم مفسر علامہ ابن کثیرؒ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے:

وطعنوا في دينكم أي عابوه وانتقصوه، ومن ہنا أخذ قتل من سب الرسول صلوات اللہ وسلامه عليه أو من طعن في دين الاسلام أو ذكره بتنقص۔ (۱۴)

''طعن فی الدین کا مطلب یہ ہے کہ دین میں عیب لگائے اور اس کی تنقیص کرے، اسی آیت سے اس شخص کے قتل کا حکم ماٴخوذ ہے جو آپؐ کی شان میں گستاخی کرے یا دین اسلام کی تنقیص کرے اور عیب لگائے۔''

خاتم المفسرین علامہ محمود آلوسی بغدادیؒ نے اس آیت کی تفسیر لکھتے ہوئے کئی شبہات کا ازالہ کیا ہے فرماتے ہیں:

''طعن فی الدین کا مطلب یہ ہے کہ دین کو عیب لگائیں اور اس کے احکام کی سرعام برائی کریں۔۔۔۔۔طعن فی الدین میں قرآن پر طعن کرنا بھی داخل ہے اور آپؐ کا تذکرہ برائی کے ساتھ کرنا بھی داخل ہے، چنانچہ اس آیت کی روشنی میں ایسی گستاخی کے ارتکاب پر علماء کی ایک بہت بڑی جماعت کے ہاں ذمی کو قتل کیا جائے گا۔ چاہے اس ذمی کے ساتھ ایسی حرکت کی صورت میں جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری ختم ہونے کا معاہدہ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔ جن علماء نے آپؐ کی شان میں سب وشتم پر ذمی کے قتل کا حکم لکھا ہے ان میں امام مالک، امام شافعی، لیث بن سعد شامل ہیں، ابن الہمام حنفی نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ اور یہ کہنا کہ جب غیر مسلم اہل ذمہ سے جزیہ لے کر ان کو ان کے کفر پر برقرار رکھا جا سکتا ہے تو جرمِ توہین تو کفر سے کم تر ہے اس لیے اس پر بھی ان کے قتل کی سزا نہ ہو تو یہ بات سراسر ناانصافی ہوگی کیونکہ اس قول کا تقاضا یہ ہے کہ غیر مسلموں کو جرم توہین رسولؐ پر کسی قسم کی سزا بھی نہ دی جائے جیسے ان کے کافر ہونے پر ان کو کوئی سزا نہیں دی جاتی اور یہ بات ناموس رسالت مآبؐ کو ایک حقیر قیمت کے عوض بیچنے کے مترادف ہے جبکہ پوری دنیا آنحضرتؐ کے ناموس کے مقابلے میں مچھر کے پر کے برابر حیثیت بھی نہیں رکھتی۔''(۱۵)

## تیسری آیت:

جرمِ توہین کے مجرم کو دنیا میں سزا دینا قرآن کی تعلیمات کے عین مطابق ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کو ایذا

پہنچانے، مسلمان عورتوں پر دست درازی کرنے اور افواہیں پھیلانے والوں کو انتہائی سخت انداز میں قتل کی دھمکی دی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا ناقابلِ تنسیخ قانون بتایا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

''اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں ہیجان انگیز افواہیں پھیلانے والے ہیں، اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے آپ کو اٹھا کھڑا کریں گے، پھر وہ اس شہر میں مشکل ہی سے تمہارے ساتھ رہ سکیں گے۔ان پر ہر طرف سے لعنت کی بوچھاڑ ہوگی، جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور بری طرح مارے جائیں گے، جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان کے بارے میں بھی خدا کی یہی سنت رہی ہے اور تم اللہ کے قانون میں تغیر وتبدل نہ پاؤ گے''۔(۱۶)

تفسیر روح المعانی میں ہے:

''اگر یہ منافقین اپنی ان حرکتوں سے باز نہ آئے جو آپؐ کے لیے باعث ایذا اور تکلیف ہیں تو ہم آپ (ﷺ) کو ان کے خلاف تادیبی کارروائی پر ابھاریں گے اور پھر آپ ان کو مدینہ منورہ سے نکال دیں گے (اس کے بعد بھی اگر وہ باز نہ آئے تو) پھر وہ جہاں کہیں مل جائیں ان کو پکڑ کر سختی سے قتل کر دیا جائے۔''(۱۷)

اس آیتِ مبارکہ میں ایسے شرارت پسند عناصر کو تنبیہ کی گئی ہے جو آنحضرتؐ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ایذا اور تکلیف دیتے تھے کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آئیں ورنہ ان کے خلاف سخت تادیبی کاروائی کی جاسکتی ہے جس کی صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ وہ قتل کیے جائیں۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ ایذا رسولؐ کی سزا قتل ہوسکتی ہے اور اس سے بڑھ کر کیا ایذا ہوسکتی ہے کہ کوئی آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرے۔

## ایک اہم نکتہ:

اس آیت میں جہاں اس بات کا ذکر ہے کہ ایسے مجرمین کی سزا قتل ہوسکتی ہے وہاں اس بات کا ذکر بھی ہے کہ یہ قتل آنحضرتؐ کے ہاتھوں بھی ہوسکتا ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے {لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ} ہم یہ سزا ان کو اس طور پر دیں گے کہ آپ کو ان کے خلاف ابھاریں گے۔یعنی آپ ہی ان کو یہ سزا دیں گے اور آپ کے بعد یہ کام آپ کے خلیفہ اور نائبین جو امراءِ سلطنت ہوں وہ کریں گے۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ توہین کے مجرم کو صرف آخرت میں سزا ہوگی دنیا میں اس پر کوئی سزا جاری نہیں ہوگی اس آیت کی رو سے ان کا موقف بالکل غلط ہے کیونکہ اس آیت میں قتل کی سزا خود آنحضرتؐ کے ہاتھوں ہونے کا صاف ذکر آیا ہے۔آپؐ کی شان میں گستاخی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی انداز میں پھٹکار پڑی اور ان کو ہلاک کر کے عبرت کا نشان بنایا گیا۔قرآن کریم اس کی طرف اشارہ کرتا ہے:

''ہم تمہاری طرف سے ان مذاق اڑانے والوں (کی خبر لینے) کے لیے کافی ہیں۔''(۱۸)

اس آیت سے متعلق مشہور مفسر وفقیہ علامہ نسفی لکھتے ہیں:

''جمہور علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت ان پانچ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو آنحضرتؐ کی ایذا رسانی اور استہزاء میں حد درجہ پیش پیش تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک و برباد کر دیا۔ ان میں ولید بن مغیرہ تھا جو ایک تیر تراشنے والے کے پاس سے گزرا تو ایک تیر اس کے کپڑے سے الجھ گیا جس نے اس کی ایڑی کی رگ کاٹ دی جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ دوسرا عاص بن وائل تھا جس کے تلوے میں کانٹا گھسا اور اس کا پاوں پھول گیا بالآخر وہ ہلاک ہو گیا، ایک اسود بن عبد المطلب تھا جو اندھا ہو گیا، ایک اسود بن عبد یغوث تھا جو اپنا سر درخت کے تنے سے ٹکرا ٹکرا کر اور چہرہ کانٹوں پر مار مار کر ہلاک ہوا اور حارث بن قیس کے سر میں پیپ جمع ہو گئی جس سے وہ مر گیا۔'' (۱۹)

یہ واقعات ہجرت سے پہلے کے ہیں، ہجرت کے بعد آنحضرتؐ کو ان ایذا رساں عناصر کی سرکوبی کا اختیار دیدیا گیا جس پر مختلف اوقات میں آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو مامور فرمایا جیسے کعب بن اشرف اور ابو رافع یہودی کا قتل وغیرہ۔ یہی حکم قرآنی آیت {مَّلعُونینَ اینَمَا ثُقِفُوا اُخِذُوا وَقُتِّلُوا تقتیلا} میں دیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل مذکور ہوئی۔

## ایک شبہ کا ازالہ:

بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ توہینِ رسالت کے مرتکب کی سزا قتل نہیں کیونکہ یہ سزا خود قرآن کریم کے خلاف ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم میں صرف دو قسم کے مجرمین کے لیے قتل کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ ایک قاتل کے لیے، دوسرا مفسد کے لیے۔ وہ قرآن پاک کے اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

ترجمہ: اس (قتل) کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرمان لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں فساد کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا۔ (۲۰)

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ قتل اور فساد کے مجرم کے علاوہ کسی کو قتل کرنا قتلِ ناحق ہے اس لیے توہینِ رسالت کے مرتکب کا قتل بھی گویا قتل ناحق ہے۔

## غلط فہمی کی وجہ:

ایسے لوگوں کو بنیادی غلطی یہاں سے ہوئی ہے کہ وہ فساد کے جرم میں توہینِ رسالت کے مجرم کو شامل نہیں سمجھتے گویا ان کے ہاں پیغمبر اسلامؐ کی توہین کوئی فساد ہی نہیں جس پر کسی کو سزا دی جائے حالانکہ یہ بات ایک عام مسلمان بھی جانتا ہے کہ توہین رسولؐ بدترین فساد اور سنگین گناہ ہے۔ اسی آیت سے توہین کے مرتکب کی سزا واضح ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی حرکت کرے اور اس کی پاداش میں اس کو قتل کر دیا جائے تو ایک مجرم کا قتل شمار ہوگا، ناحق قتل شمار نہیں ہوگا۔

بہر حال ان تمام قرآنی آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جرم توہینِ رسولؐ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی سزا نہ صرف آخرت میں یقینی ہے بلکہ دنیا میں بھی اس کے مرتکب کو قتل و ہلاکت کی سزا ہی دی جا سکتی ہے۔

## مسئلۂ توہینِ رسالت ﷺ احادیث کی روشنی میں

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی کے مطالعہ سے یہ واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شاتم رسولؐ کے لیے دنیا میں بھی نہایت سخت سزا ہے، چنانچہ بعض آیات میں "دردناک عذاب"، بعض میں "رسوا کن عذاب" اور بعض آیات میں "قتل کی سزا" کا بھی ذکر ہے اسی طرح ذخیرۂ حدیث کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ رسول اللہؐ کی عظمت، ادب، محبت اساسِ ایمان ہے۔ آپؐ کی تعظیم و تکریم، عشق و وارفتگی ہر چیز بلکہ جان و مال، عزت و آبرو، اہل و عیال غرض سب سے اہم ہے۔ اسی طرح بعض انتہائی مستند، صحیح اور صریح احادیث میں اس جرم کے مرتکب کے لیے قتل کی سزا بتائی گئی ہے، عملی طور پر اس سزا کی تنفیذ کی گئی ہے اور اس کے خون کو ہدر (بے بدلہ اور باطل) اور بے قیمت قرار دیا گیا ہے۔ ذیل میں چند احادیث کا متن ترجمہ و تحقیق کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

### حدیث نمبر 1

"حدثنا عباد بن موسى الختلى قال أخبرنا اسماعيل بن جعفر المدنى عن اسرائيل عن عثمان الشحام عن عكرمة قال: حدثنا ابن عباس أن أعمى كانت له أم ولد تشتم النبى صلى الله عليه وسلم وتقع فيه، فينهاها فلا تنتهى، ويزجرها فلا تنزجر قال فلما كانت ذات ليلة جعلت تقع فى النبى صلى الله عليه وسلم وتشتمه فأخذ المغول فوضعه فى بطنها واتكأ عليها فقتلها فوقع بين رجليها طفل فلطخت ما هناك بالدم فلما أصبح ذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فجمع الناس فقال أنشد الله رجلا فعل ما فعل لى عليه حق الا قام فقام الأعمى يتخطى الناس وهو يتزلزل حتى قعد بين يدى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله أنا صاحبها كانت تشتمك وتقع فيك فأنهاها فلا تنتهى وأزجرها فلا تنزجر ولى منها ابنان مثل اللؤلؤتين وكانت بى رفيقة فلما كانت البارحة جعلت تشتمك وتقع فيك فأخذت المغول فوضعته فى بطنها واتكأت عليها حتى قتلتها فقال النبى صلى الله عليه وسلم ألا اشهدوا أن دمها هدر" (۲۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ام ولد باندی تھی جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں گستاخیاں کرتی تھی، یہ نابینا اسکو روکتا تھا مگر وہ نہ رکتی تھی۔ یہ اسے ڈانٹتا تھا مگر وہ نہیں مانتی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ جب ایک رات پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنی اور گالیاں دینی شروع کیں تو اس نابینا نے خنجر لیا اور اسکے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا وزن ڈال

کر دبا دیا اور مار ڈالا، عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ نکل پڑا، جو کچھ وہاں تھا خون آلود ہوا۔ جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ذکر ہوا۔ آپؐ نے لوگوں کو جمع کیا، پھر فرمایا کہ میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے یہ کیا جو کچھ میرا اس پر حق ہے وہ کھڑا ہو جائے تو نابینا کھڑا ہوا، لوگوں کو پھلانگتا ہوا اس حالت میں آگے بڑھا کہ وہ کانپ رہا تھا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ہوں اسے مارنے والا، یہ آپ کو گالیاں دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی میں اسے روکتا تھا وہ نہ رکتی تھی، میں دھمکاتا تھا وہ باز نہیں آتی تھی اور اس سے میرے دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں اور وہ مجھ پر مہربان بھی تھی لیکن آج رات جب اس نے آپ کو گالیاں دینی اور برا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے خنجر لیا اور اس کے پیٹ پر رکھا اور زور لگا کر اسے مار ڈالا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! گواہ رہو اس کا خون باطل، ضائع، بے بدلہ (بے سزا) ہے۔ (۲۲)

اس حدیث سے ایک اہم نکتے پر روشنی پڑتی ہے وہ یہ کہ اصولی طور پر ایک اسلامی حکومت، مسلم ریاست، اور مسلمان حاکم کا یہ فرضِ منصبی ہے کہ وہ ناموسِ رسالت کا تحفظ کرتے ہوئے شاتمِ رسول پر سزاءِ قتل کا اجراء کرے جس طرح دوسری حدود و تعزیرات کی تنفیذ ریاست کی ذمہ داری ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے طور پر گستاخِ رسول کو قتل کرے اور آج کل کی زبان میں ''قانون اپنے ہاتھ میں لے لے'' تو اس کا کیا حکم ہے؟ یہ حدیث اس کی دلیل بنتی ہے کہ اگر مقتول واقعی شاتمِ رسول ہو تو اس کا خون باطل، ضائع اور بے قیمت ہے۔

**حدیث نمبر ۲**

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ "نَعَمْ، قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ هَذَا يَعْنِي النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ عَنَّانَا وَسَأَلَنَا الصَّدَقَةَ، قَالَ وَأَيْضًا وَاللهِ لَتَمَلُّنَّهُ، قَالَ فَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَنَكْرَهُ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى مَا يَصِيرُ أَمْرُهُ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهُ حَتَّى تَمَكَّنَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ۔ (۲۳)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک بار فرمایا: کعب بن اشرف سے نپٹنے کے لیے کون ہوگا، کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ یہ پسند فرمائیں گے کہ میں اسے قتل کروں؟ حضورؐ نے فرمایا: ہاں، محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ کعب ابن اشرف کے پاس آکر ہم نے اسے باتوں میں مشغول کرتے ہوئے کہا کہ اس پیغمبر (ﷺ) نے ہم پر صدقات کی صورت میں بہت مالی ذمہ داریاں رکھی ہیں۔ کعب بن اشرف نے کہا کہ اللہ کی قسم! تم اس پیغمبر

سے اور بھی مایوس ہوتے جاؤ گے۔محمد بن مسلمہ نے کہا کہ اب ایک بار ان کا تباع اختیار کر چکے ہیں،لہذا اب مناسب نہیں کہ اسے چھوڑ دیں،البتہ دیکھتے ہیں کہ ان کی دعوت و دین کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟اس طرح بات کرتے کرتے اچانک محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس پر قابو پا کر اسے قتل کر ڈالا۔(۲۴)

نوٹ: اس حدیث میں کعب بن اشرف کے قتل کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔ظاہر ہے کہ سب وشتم بلاشبہہ ایذا میں داخل ہے چنانچہ تکلیف پہنچانے کی تشریح دوسری روایات کی روشنی میں حافظ ابن حجرؒ شارح بخاری نے یہ فرمائی ہے کہ مشرکین سے معاونت کے ساتھ ساتھ وہ اشعار میں حضورؐ کی مذمت بھی کرتا تھا۔اس حدیث میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے جو باتیں بظاہر رسول اللہؐ کی شان کے خلاف کی ہیں بخاری کی دوسری روایات میں یہ وضاحت موجود ہے کہ انھوں نے باقاعدہ رسول اللہؐ سے اس طرح کی باتیں کرنے کی اجازت حاصل کی تھی اور یہ کعب بن اشرف پر قابو پانے کی حکیمانہ تدبیر تھی۔

## حدیث نمبر ۳

حد ثنا عُثمَانُ بنُ أَبی شَیبَةَ، وَعَبدُ اللهِ بنُ الجَرَّاحِ، عَن جَرِیرٍ، عَن مُغیرَةَ، عَنِ الشَّعبِیِّ، عَن عَلِیٍّ رَضیَ اللّٰهُ عَنهُ "أَنَّ یہودِیَّةً کَانَت تَشتُمُ النَّبِیَّ صَلی اللّٰهُ عَلیهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فیهِ، فَخَنَقَهَا رَجُل حَتی مَاتَت، فَأَبطَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلیهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا".(۲۵)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت رسول اللہؐ کے بارے میں بدزبانی کیا کرتی تھی۔ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار دیا۔رسول اللہؐ نے اس عورت کا قصاص نہیں لیا اور اس کا خون رائیگاں کر دیا۔(۲۶)

## حدیث نمبر ۴

رواہ الحارث بن محمد بن أبی أسامة حدثنا أبو سلمة أنبأنا مالک عن الزہری عَن أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِیَّ صَلی اللّٰهُ عَلیهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مکَّةَ وَعَلیهِ المِغفَرُ، قَالَ: فَقِیلَ: یَا رَسُولَ اللهِ إنَّ ابنَ خطَلَ مُتعَلِّق بِأَستَارِ الكَعبَةِ فَقَالَ: "اقتُلُوهُ". قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: ابنُ خطَلَ یُقَالُ لَهُ: عَبدُ اللّٰهِ بنُ خَطَلٍ کَانَت لَهُ جَارِیتَانِ تُغَنِینانِ بِہِجَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ. فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلّی اللّٰهُ عَلیهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ کُلِّهِمُ الاَمَانَ اِلا ابنِ خطَلَ وَقَینَتَیهِ وَعَبدِ اللهِ بنِ سَعدِ بنِ أَبِن السَّرحِ وَمَقیسِ بنِ صُبَابَةَ اللیثِیِّ فَاِنهُ لَم یَجعَل لَهُمُ الأَمَانَ فَقَتَلُوہُم اِلا اِحدی القَینَتَینِ؛ فَاِنهَا أَسلَمَت".(۲۷)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ مکہ میں داخل ہوئے اور آپ پر خود تھی۔راوی کہتے ہیں کہ عرض کیا گیا یارسول اللہ ابن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔آپؐ نے فرمایا اس کو قتل کر دو۔ابوسلمہ بتاتے

ہیں کہ اس شخص کو عبد اللہ بن خطل کہا جاتا تھا اس کی دو لونڈیاں تھیں جو نبیؐ کے خلاف ہجو یہ گیت گاتی تھیں۔آپؐ نے سب لوگوں کو امان دی مگر ابن خطل، اس کی دو لونڈیاں، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، مقیس بن ضبابہ کو امان نہیں دی اور انہیں قتل کر دیا البتہ ایک باندی اسلام لے آئی تھی (اسے چھوڑ دیا گیا)۔(۲۸)

## حدیث نمبر ۵

حدثنا حُمّام نا عباس بن أصبغ نا محمد بن عبدالملک، نا أبو محمد حبیب البخاری ہو صاحب أبی ثور ثقة مشہور، نا محمد بن سہیل سمعت علی بن المدینی یقول: دخلت علی أمیر فقال لی: أتعرف حدیثا مسندا فیمن سب النبی ﷺ فیقتل؟ قلت نعم، فذکرت له حدیث عبدالرزاق عن معمر عن سماک بن الفضل عن عروہ بن محمد عن رجل من بلقین قال: ''کان رجل یشتم النبی ﷺ فقال النبی ﷺ: من یکفینی عدوا لی؟ فقال خالد بن الولید: أنا، فبعثه النبی ﷺ الیه فقتله۔فقال لی أمیر المؤمنین: لیس ہذا مسندا، ہو عن رجل؟ فقال: یا أمیر المؤمنین بہذا یعرف ہذا الرجل وہو اسمه، قد أتی النبی ﷺ فبایعه وہو مشہور معروف، قال: فأمر لی بالف دینار۔'' (۲۹)

ترجمہ: علی المدینی (مشہور محدث) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المومنین نے مجھے کہا کہ کوئی ایسی حدیث بتائیں جس میں سب (گستاخی) رسول اللہ ﷺ پر قتل کی سزا کا ذکر ہو تو میں نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی حدیث سنائی کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتا تھا، حضور ﷺ نے پوچھا کہ میری طرف سے اس دشمن کا کام کون تمام کرے گا؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں کروں گا۔حضور ﷺ نے انہیں بھیجا کہ اسے قتل کرو، چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔اس حدیث کے سنانے پر امیر المومنین اتنا خوش ہوئے کہ علی بن المدینی کو ایک ہزار دینار بطورِ انعام دیے۔(۳۰)

## وضاحت:

علامہ ابن حزمؒ نے اپنی مشہور کتاب المحلی میں گستاخِ رسول ﷺ کی سزا قتل ثابت فرمانے کے بعد ان روایات کا جواب دیا ہے جن میں بعض مواقع میں اس جرم پر سزائے قتل نہ دینے کی صورتیں ملتی ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ واقعات مکی دور اور مدنی دور میں سورۃ براءۃ نازل ہونے سے پہلے تک کے زمانے سے متعلق ہیں، اس زمانہ میں نہ مرتد کی سزا قتل کی صورت میں مشروع تھی، نہ ہی اس جرم سے ذمیوں کے لیے نقض عہد و نقضِ امان کا حکم تھا، سورۃ براءۃ کے نزول کے بعد جب مرتد کی سزا قتل تجویز ہوئی، نیز ذمیوں کے بارے میں حکم آیا کہ وہ اسلامی شعائر کے احترام کا پاس رکھتے ہوئے تابع ہو کر اور جزیہ ادا کر کے اسلامی حکومت کے تحت رہ سکتے ہیں، مسلمانوں میں انتشار پھیلانے یا مسلمانوں کے دین، کتاب،

رسول یا دوسرے شعائر کی توہین کی صورت میں نہیں رہ سکتے اور نہ ان کا عقدِ ذمہ باقی رہے گا، کیونکہ پھر انھوں نے پر امن شہری کی حیثیت ختم کر کے بغاوت کا اظہار کیا اور نقضِ عہد کے مرتکب خود ہوئے، لہٰذا ان کا امن ختم ہو کر ان کا خون باطل و بے بدلہ ہونے کا حکم ہوگا۔ جیسا کہ مفسرین نے آیتِ قرآنی {حتی یعطوا الجزیة عن ید وہم صاغرون} کے تحت ذکر کیا۔(۳۱)

یہاں دو اور باتیں بھی قابلِ ذکر ہیں

۱۔ گستاخیِ رسول ﷺ کے مجرموں کے عفو و معافی کی روایات کی ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود تو صاحبِ حق ہونے کی وجہ سے اس سزا کو معاف کرنے کا اختیار رکھتے تھے، لیکن چونکہ قاعدہ شریعہ یہ ہے کہ صرف صاحبِ حق ہی اپنا حق معاف کر سکتا ہے اور کسی دوسرے کا حق عام ضابطہ کے تحت معاف نہیں کر سکتا تو اس صورت میں بھی ایک امتی کا نہ یہ حق ہے اور نہ اسے زیب دیتا ہے کہ اپنے رسول کے گستاخ کو بے سزا چھوڑ کر مقامِ رسالت کو بے حیثیت کر دے۔ جیسا کہ امام مالک سے ہارون الرشید نے دریافت کیا کہ گستاخ رسول کی کیا سزا ہے؟ فقہائے عراق کا تو یہ کہنا ہے کہ اسے کوڑے مارے جائیں! تو امام مالکؒ نے غضب ناک ہو کر فرمایا:

ترجمہ: کسی اُمت کی بقا نہیں، جبکہ اس کے نبی کو سب و شتم کیا گیا شاتم کو قتل کیا جائے اور جو اصحابِ نبی کو سب و شتم کرے، اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔(۳۲)

۲۔ نیز بعض صورتوں میں سزا نہ دیے جانے کی یہ توجیہ کی گئی ہے کہ وہاں چونکہ شرعی طریقہ سے جرم ثابت ہی نہ ہو سکا، لہٰذا سزا بھی نہیں دی گئی۔

## مسئلۂ توہینِ رسالت ﷺ صحابہ کرامؓ کے فتاوی کی روشنی میں

### حضرت ابوبکرؓ کا فتوی

حدثنا موسی بن اسمٰعیل حدثنا حماد عن یونس عن حمید بن ہلال عن عبد اللہ بن مطرف عن أبی برزۃ قال کنت عند أبی بکر رضی اللہ عنه فتغیظ علی رجل فاشتد علیه فقلت تأذن لی یا خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم أضرب عنقه قال فأذہبت کلمتی غضبه فقام فدخل فأرسل الی فقال ما الذی قلت آنفا قلت ائذن لی أضرب عنقه قال أکنت فاعلا لو أمرتک قلت نعم قال لا واللہ ما کانت لبشر بعد محمد صلی اللہ علیه وسلم۔(۳۳)

ترجمہ: ”حضرت ابو برزۃ الاَسلمی رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک شخص نے انہیں سب و شتم کر کے غصہ دلایا، اس پر حضرت ابوبکرؓ بہت غصہ ہوئے، میں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اسے قتل کر دوں؟ حضرتِ ابو برزہؓ کہے ہیں کہ میری بات

سے ان کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا پھر آپ کھڑے ہوئے اور اندر تشریف لے گئے پھر مجھے بلا بھیجا پھر فرمایا تم نے ابھی کیا کہا تھا میں نے کہا یہی کہ اگر آپ اجازت دیں تو اس کی گردن ماردوں؟ آپ نے فرمایا اگر میں تمہیں حکم دیتا تو تم ایسا کر ڈالتے؟ پھر حضرت ابوبکرؓ نے مجھے سمجھایا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس کی توہین پر قتل کی سزا دی جاسکے''۔(۳۴)

مذکورہ حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فتوی اور رائے کا ذکر ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں کوئی اس رائے اور فتوے کا خلاف پیش نہیں کیا جاسکتا لہذا اس مسئلے پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع بھی ہے جو شرعی دلائل میں مستقل طور پر ایک قوی دلیل و حجت ہے۔

## حضرت ابو ہریرۃؓ کا فتوی

أخبرنا أبو سعد المالینی، أنبأنا أبوأحمد بن عدی الحافظ، نا عبدالملک بن محمد، نا أبو الأحوص العکبری، ثنا یحیی بن اسماعیل الواسطی، أنبأ ابراہیم بن سعد عن الزہری عن أبی سلمة عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنه قال: لا یقتل أحد بسبِّ أحد الا بسبِّ النبی ﷺ۔(۳۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو کسی کے سب وشتم کے جرم میں قتل نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ کوئی (بدبخت) رسول اللہ ﷺ کے حق میں سبّ وشتم کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔(۳۶)

یہ حضرت ابو ہریر رضی اللہ عنہ کا فتوی ہے جو قرآن وحدیث کی روشنی میں انھوں نے دیا ہے، کسی صحابی سے اس کے خلاف کوئی اور رائے منقول نہیں۔گزشتہ روایت میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی اس طرح کا فرمان گزر چکا ہے، لہذا اس مسئلہ پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع عملی اور اجماعِ سکوتی ہے، یہ بھی ادلہ شرعیہ میں سے ایک معتبر دلیل ہے جیسا کہ علم اصول فقہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

## حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا فتوی

رواہ الحارث بن محمد بن أبی أسامة، ثنا اسحاق بن عیسی، ثنا ہشیم عن حصین بن عبدالرحمن، أن ابن عمر مرّ براہب، فقیل له: ان ہذا سبّ النبی ﷺ فقال: لو سمعته لضربت عنقه، انا لم نعطہم العہد علی أن یسبو نبینا ﷺ۔(۳۷)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک راہب کے ہاں سے گزرے کسی نے انھیں بتایا کہ اس راہب نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اگر میں اس سے گستاخانہ کلمات سنتا تو اسے ضرور قتل کر دیتا، کیونکہ ہم نے ان کے ساتھ معاہدۂ امن (یعنی بطورِ ذمی مسلمانوں کے ملک میں رہنے کا حق) اس پر کبھی نہیں دیا کہ وہ ہمارے رسول ﷺ پر سب وشتم بھی کریں۔(۳۸)

## مراجع وحواشی

(۱) سورۃ البقرۃ آیت ۱۳۱

(۲) سورۃ البقرۃ آیت ۲

(۳) سورۃ البقرۃ آیت ۲۳

(۴) النیسابوری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد ﷺ، حدیث: ۱۵۳، طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت

(۵) النساء آیت ۸۰

(۶) الانعام آیت ۳۳

(۷) عثمانی، شبیر احمد، علامہ، تفسیر عثمانی، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور

(۸) الاحزاب آیت ۵۷

(۹) البقرہ آیت ۹

(۱۰) النساء آیت ۱۴۲

(۱۱) الاحزاب آیت ۵۷

(۱۲) آلوسی، علامہ محمود، روح المعانی، جلد ۹، صفحہ ۳۵۸ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڑ کوئٹہ پاکستان

(۱۳) التوبۃ آیت ۶۱

(۱۴) آلوسی، علامہ محمود، روح المعانی، جلد ۹، صفحہ ۴۴۴ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڑ کوئٹہ پاکستان

(۱۵) التوبہ آیت ۱۲

(۱۶) علامہ ابن کثیر اسماعیل بن عمر الدمشقی تفسیر القرآن العظیم، جلد ۴، صفحہ ۱۱۶، طبعہ دار طیبہ للنشر والتوزیع، ریاض، السعودیہ

(۱۷) علامہ محمود آلوسی، روح المعانی، جلد ۹، صفحہ ۳۵۳ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ، پاکستان

(۱۸) التوبۃ آیت ۶۰، ۶۱، ۶۲

(۱۹) علامہ محمود آلوسی، روح المعانی، جلد ۹، صفحہ ۳۵۳ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ، پاکستان

(۲۰) الحجر آیت ۹۵

(۲۱) النسفی، عبداللہ بن احمد بن محمود، مدارک التنزیل، جلد ۲، صفحہ ۴۰۱، طبع دار النفائس، بیروت

(۲۲) المائدہ آیت ۳۲

(۲۳) السجستانی، ، سلیمان بن اشعث، ابو داود، سنن ابی داود، باب حکم فیمن سب النبی ﷺ، حدیث نمبر ۴۳۶۳، جلد ۴، صفحہ ۲۲۶، طبعہ دار الکتب العربی، بیروت

(۲۴) اس حدیث کے سلسلہ سند میں چھ راوی ہیں وہ سب کے سب مستند و معتبر ہیں۔حدیث کی ثقاہت واستناد کی تفصیل یوں ہے

۱۔ عباد بن موسی الختلی المتوفی ۲۲۹ھ: صحیح مسلم کے راویوں میں سے ہیں، ابوالفرج ابن جوزی، ابوحاتم رازی، ابوحاتم بن حبان البستی، ابوزرعۃ الرازی، ابن حجر عسقلانی، علامہ ذہبی، یحیی بن معین، صالح بن محمد رحمہم اللہ نے ان کو ثقہ اور انتہائی معتبر قرار دیا

ہے،امام دارقطنی نے بھی ان کو"صدوق"،یعنی سچا شخص قرار دیا ہے

۲۔ اسماعیل بن جعفر المدنی: بخاری، مسلم اور ابوداود کے راوی ہیں،امام احمد بن حنبل،امام ابوزرعہ،امام نسائی،امام یحیی بن معین رحمہم اللہ نے ان کو ثقہ اور معتمد قرار دیا ہے۔

۳۔ اسرائیل،المتوفی ۱۶۰ھ: بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔امام ابوداود،امام ابواحمد بن عدی،امام ابوحاتم الرازی،امام ابوحاتم بن حبان البستی،امام حاکم،امام ترمذی،امام ابونعیم،امام احمد بن حنبل،امام نسائی،علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

۴۔ عثمان بن عبداللہ الشحام: صحیح مسلم کے راوی ہیں،امام ابوداود،امام ابوزرعۃ الرازی،امام احمد بن حنبل،علامہ ابن حجر عسقلانی، امام دارقطنی،امام وکیع بن الجراح،امام یحیی بن معین رحمہم اللہ نے ان کو ثقہ اور قابل اعتماد قرار دیا ہے۔

۵۔ عکرمۃ مولی ابن عباس مشہور تابعی ہیں، بخاری و مسلم کے راوی ہیں،تمام محدثین نے ان کی ثقاہت بیان فرمائی ہے۔

۶۔ حضرت ابن عباسؓ تو مشہور صحابی ہیں جن کی ثقاہت شک و شبہ سے بالاتر ہے اور اہل السنۃ والجماعہ کا متفقہ اصول ہے:۔ "الصحابۃ کلھم عدول"۔

مذکورہ بالا حدیث سنن ابوداود کے علاوہ حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی صحیح اسناد کے ساتھ منقول ہے،جن کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ سنن نسائی الصغریٰ،عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ،رقم: ۴۰۷۰۔

۲۔ المستدرک علی الصحیحین،عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ،رقم: ۳۵۴/۴۔

۳۔ الأحادیث المختارہ للضیاء المقدسی،عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ،رقم: ۴۳۲۱، ۴۳۲۰۔

۵۔ سنن دارقطنی،عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ،رقم: ۳۱۲۹، ۳۱۷۰، ۴۴۵۷، ۴۴۵۹۔

۶۔ السنن الکبریٰ للنسائی،عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ،رقم: ۵۳۱۹۔

۷۔ السنن الصغیر للبیہقی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ،رقم: ۳۴۱۰۔

۸۔ السنن الکبریٰ للبیہقی،عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ،رقم: ۸/۷، ۱۰/۲۰۲، ۱۳۱/۱۰۔

۹۔ المعجم الکبیر للطبرانی،عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ،رقم: ۱۱۹۸۴۔

۱۰۔ الجزء الرابع من حدیث ابن البختری،عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ،رقم: ۴۷۷۔

۱۱۔ أمالی ابن بشران،عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ،رقم: ۴۴۔

۱۲۔ الدیات لابن أبی عاصم،عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ،رقم: ۳۳۲۔

۱۳۔ التحقیق فی مسائل الخلاف لابن الجوزی،عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ،رقم: ۲۳۰۳۔

(۲۵) البخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،کتاب المغازی، باب قتل کعب بن الاشرف،حدیث ۴۰۳۷،طبع دار السلام للنشر والتوزیع،الریاض

(۲۶) یہ صحیحین کی روایت ہے جس کے مستند ہونے میں اہل علم کو کوئی اشکال نہیں ہوسکتا تاہم مزید اطمینان کے لیے اس حدیث کے رواۃ کی توثیقات اس طرح ہیں۔اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں:

۱۔ قتیبہ بن سعید المتوفی ۲۴۰ھ: ان کے بارے میں ابو حاتم رازی،ابو حاتم بن حبان البستی،ابوعبداللہ الحاکم،امام احمد بن حنبل،امام نسائی،امام ذہبی،علامہ ابن حجر عسقلانی،امام یحیی بن معین رحمہم اللہ نے ثقہ ہونے کی رائے دی ہے۔

۲۔ سفیان المتوفی ۱۹۸ھ: بخاری و مسلم دونوں کے راوی ہیں، انھیں امام بیہقی،ابوحاتم الرازی، ابوحاتم بن حبان البستی، امام

حاکم، امام احمد بن حنبل، ابن عبدالبر، ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ نے ثقہ اور مستند قرار دیا ہے۔

۳۔ عمرو بن دینار المتوفی ۱۲۶ھ: بخاری و مسلم کے راوی ہیں، انہیں ابوبکر بزار، ابوحاتم الرازی، ابوزرعہ الرازی، امام نسائی، امام ابن شہاب زہری، علامہ ابن حجر عسقلانی، امام دارقطنی، امام ذہبی، امام سفیان بن عیینہ، عطاء بن ابی رباح وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔

۴۔ جابر بن عبداللہؓ تو مشہور صحابی ہیں، ان کی ثقاہت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اور اہل السنۃ والجماعہ کا متفقہ اصول ہے:۔ ''الصحابۃ کلہم عدول''۔

مذکورہ بالا حدیث صحیح بخاری میں چار جگہ روایت ہوئی ہے جوامع الکلم جو احادیث کا ایک مستند ذخیرہ ہے اور عرب و عجم میں مسلم ہے کے مطابق ارقام یوں ہیں (رقم: ۲۵۱۰، ۳۰۳۱، ۳۰۳۲، ۴۰۳۷) اس کے علاوہ مزید ۲۳ کتب حدیث میں مستند سندوں کے ساتھ منقول ہے جن مین درج ذیل کتب حدیث زیادہ مشہور ہیں:

۱۔ صحیح مسلم، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم: ۱۳۵۶۔

۲۔ سنن أبی داود، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم: ۲۷۶۸۔

۳۔ المستدرک علی الصحیحین، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم: ۳/۴۳۴۔

۴۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم: ۹/۸۱۔

۵۔ السنن الکبریٰ للنسائی، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم: ۸۵۸۷۔

۶۔ مسند الحمیدی، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم: ۱۲۸۷۔

۷۔ مشکل الآثار للطحاوی، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم: ۲۰۰۔

۸۔ الثقات لابن حبان، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم: ۱/۹۷۔

(۲۷) السجستانی، سلیمان بن اشعث، ابوداود، سنن ابی داود، باب حکم فیمن سب النبی ﷺ، حدیث نمبر ۴۳۶۴، جلد ۴، صفحہ ۲۲۶، طبع دارالکتب العربی، بیروت

(۲۸) اس حدیث کے سلسلۂ سند میں چھ راوی ہیں ہر ایک کے بارے میں محدثین کی رائے ملاحظہ ہو:

۱۔ عثمان بن ابی شیبہ المتوفی ۲۳۹ھ: بخاری و مسلم کے راوی ہیں، انہیں امام ابوبکر البیہقی، امام ابوحاتم الرازی، امام ابوحاتم بن حبان البستی، امام احمد بن حنبل، امام احمد بن عبداللہ العجلی، علامہ ابن حجر العسقلانی، امام محمد بن عبداللہ بن نمیر، امام یحیی بن معین نے قابل اعتماد قرار دیا ہے۔

۲۔ عبداللہ بن الجراح المتوفی ۲۳۲ھ: امام ابوداود، امام نسائی اور امام ابن ماجہ کے استاد تھے۔ ان کے بارے میں امام نسائی، ابن أبی حاتم الرازی، علامہ ابن حجر عسقلانی، امام ذہبی رحمہم اللہ وغیرہ نے ثقہ ہونے کی رائے ظاہر فرمائی ہے۔

۳۔ جریر بن عبدالحمید الضبی، المتوفی ۱۸۸ھ، بخاری و مسلم کے راوی ہیں، ان کے بارے میں امام ابواحمد الحاکم، امام ابوالقاسم اللالکائی، ابوحاتم الرازی، ابوحاتم بن حبان البستی، ابوزرعۃ الرازی، امام ابویعلی الخلیلی، امام احمد بن شعیب النسائی، امام احمد بن عبداللہ العجلی رحمہم اللہ نے ثقہ ہونے کی رائے ظاہر فرمائی ہے۔

۴۔ مغیرہ بن مقسم الضبی، المتوفی ۱۳۶: بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔ ان کے بارے میں امام ابوبکر بن عیاش، اماابوحاتم الرازی، امام ابو حاتم بن حبان البستی، امام ابوداود السجستانی، امام احمد بن شعیب النسائی، اما احمد بن عبداللہ العجلی، علامہ ابن حجر العسقلانی، شعبۃ بن الحجاج، امام بخاری، امام یحیی بن معین رحمہم اللہ نے ثقہ ہونے کی رائے ظاہر فرمائی ہے۔

۵۔ عامر بن شراحیل الشعبی، المتوفی ۱۰۹ھ: بخاری و مسلم کے راویوں میں سے ہیں، ان کے بارے میں امام ابوزرعۃ الرازی، ابوحاتم بن حبان البستی، امام احمد بن عبداللہ العجلی، علام ابن حجر عسقلانی، امام ابن سمعون الواعظ، امام حسن بصری، علام ذہبی، مکحول الشامی، امام یحیی بن معین رحمہم اللہ نے ثقہ ہونے کی رائے قائم فرمائی ہے۔

۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی اور خلیفہ رسول ﷺ ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث ابوداود کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے:

۱۔ الأحادیث المختارہ للضیاء المقدسی، عن علی رضی اللہ عنہ، رقم: ۵۰۲۔

۲۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، عن علی رضی اللہ عنہ، رقم: ۷/۹، ۲۰۰/۲۰۔

(۲۹) البوصیری، احمد بن ابی بکر بن اسماعیل، اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، حدیث ۴۶۳۱، جلد ۵، صفحہ ۲۴۷، طبع دار الوطن للنشر الریاض

(۳۰) حدیث کی استنادی حیثیت:

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں، ذیل میں ان کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کی رائے ذکر کی جاتی ہے۔

۱۔ حارث بن محمد، المتوفی ۲۸۲ھ: درج ذیل حضرات کے ہاں ثقہ ہیں:

ابراہیم الحربی، ابوحاتم بن حبان البستی، احمد بن کامل الشجری، ابن عبدالبر الاندلسی، الخطیب البغدادی، الدارقطنی، علامہ ذہبی رحمہم اللہ۔

۲۔ ابوسلمۃ، المتوفی ۲۰۹ھ: بخاری و مسلم کے راوی ہیں انھیں درج ذیل حضرات محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے:

ابواحمد بن عدی الجرجانی، ابوحاتم بن حبان البستی، امام احمد بن حنبل، ابن حجر عسقلانی، امام دارقطنی، علامہ ذہبی، یحیی بن معین رحمہم اللہ۔

۳۔ مالک بن انس الاصبحی المتوفی ۱۷۹ھ: مشہور مجتہد ہیں، محدثین نے ان کے بارے میں رأس المتقین وکبیر المتثبتین کے الفاظ استعمال فرمائے۔

۴۔ ابن شہاب زہری، المتوفی ۱۲۴ھ مشہور بلند پایہ محدث ہیں، ان کی ثقاہت میں بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ مشہور صحابی۔

مذکورہ بالا حدیث کے مزید شواہد و تخریجات:

۱۔ سنن الدرقطنی، رقم: ۲۷۶۷۔

۲۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم: ۹/۸، ۹/۲۰۵، ۲۱۲/۱۲۰۔

۳۔ معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، رقم: ۵۴۶۳۔

۴۔ المطالب العالیہ لابن حجر، رقم: ۴۲۹۹۔

۵۔ بغیۃ الباحث عن زوائد مسند بن الحارث للہیثمی، رقم: ۶۹۲۔

۶۔ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم: ۵۵۲۹۔

(۳۱) ابن حزم الاندلسی، ابو محمد، علی بن احمد بن سعید، بن حزم، المحلی، مسالۃ سب نبینا او رسولا او اللہ تعالی او ملکا، جلد ۱۱، صفحہ ۴۱۳، طبع ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بمصر

(۳۲) مذکورہ روایت میں چھ راوی ہیں ہر ایک کے بارے میں محدثین کی رائے ملاحظہ ہو:

۱۔ علی بن المدینی المتوفی ۲۳۴ھ، بخاری کے راوی اور مشہور ثقہ محدث ہیں۔

۲۔　عبدالرزاق المتوفی ۲۲۱ھ: بخاری و مسلم کے راوی ہیں، ثقہ اور حافظ محدث ہیں، درج ذیل محدثین نے ان کی توثیق فرمائی ہے:

ابوداود السجستانی، ابو زرعۃ الدمشقی، ابوعبداللہ الحاکم، امام احمد بن حنبل، احمد بن عبداللہ العجلی، ابن حجر العسقلانی، ابن الکیال الشافعی، امام بخاری، دارقطنی، ابن عبدالبر الاندلسی رحمہم اللہ۔

۳۔　معمر بن راشد المتوفی ۱۵۴ھ: بخاری و مسلم کے راوی ہیں، ابوبکر بیہقی، ابوحاتم الرازی، امام احمد بن حنبل، ابوحاتم بن حبان البستی، احمد بن شعیب النسائی، ابن حجر عسقلانی، دارقطنی، علامہ ذہبی رحمہم اللہ وغیرہ نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔

۴۔　سماک بن الفضل، المتوفی ۱۲۱ھ: ان کے بارے میں درج ذیل محدثین نے ثقہ ہونے کی رائے ظاہر فرمائی ہے:

احمد بن شعیب النسائی، علامہ ذہبی، علامہ ذہبی، سفیان ثوری، ابن حجر العسقلانی، محمد بن نمیر رحمہم اللہ۔

۵۔　عروۃ بن محمد السعدی المتوفی ۱۲۰ھ: انھیں ابوحاتم بن حبان البستی، ابن حجر العسقلانی، ابن حبان وغیرہ نے مستند و قابل اعتبار قرار دیا ہے۔

۶۔　''رجل من بلقین'' یہ بظاہر مبہم نام ہے لیکن ابن حزم کی اس روایت سے ہی پتا چلا کہ ایک صحابی اسی نام سے معروف تھے، لہذا ان کی ثقاہت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

(۳۳) ابن حزم الاندلسی، ابو محمد، علی بن احمد بن سعید، بن حزم، المحلی، مسالۃ سب نبینا او رسولا او اللہ تعالی او ملکا، جلد ۱۱، صفحہ ۴۱۷، طبع ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بمصر

(۳۴) القاضی، ابوالفضل عیاض، الاندلسی، الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ فصل فی الحجۃ فی ایجاب قتل من سبہ او عابہ ﷺ صفحہ ۷۷۷، طبع جائزۃ دبی الدولیۃ للقرآن الکریم ۲۰۱۳ء

(۳۵) السجستانی، سلیمان بن اشعث، ابو داود، سنن ابی داود، باب حکم فیمن سب النبی ﷺ، حدیث نمبر ۴۳۶۵، جلد ۴، صفحہ ۲۲۶، طبعہ دار الکتب العربی، بیروت

(۳۶) مذکورہ روایت میں سات راوی ہیں ہر ایک کے بارے میں محدثین کی رائے ملاحظہ ہو:

۱۔　موسیٰ ابن اسماعیل، المتوفی ۲۲۳ھ: بخاری و مسلم کے راوی ہیں، ائمہ جرح و تعدیل میں سے درج ذیل حضرات نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے:

ابو حاتم الرازی، ابو حاتم بن حبان البستی، احمد بن عبداللہ العجلی، ابن حجر عسقلانی، علامہ ذہبی، علی بن المدینی، یحیی بن معین۔ ہشام بن عبدالملک الطیالسی رحمہم اللہ وغیرہ۔

۲۔　حماد بن سلمہ بن دینار، المتوفی ۱۶۷ھ: بخاری و مسلم کے راوی ہیں، ان کے بارے میں درج ذیل ائمہ حدیث نے ثقہ ہونے کی رائے ظاہر کی ہے:

ابواحمد بن عدی الجرجانی، ابوبکر البیہقی، ابوداود السجستانی، ابوحاتم بن حبان البستی، ابوزرعۃ الرازی، ابوعبداللہ الحاکم، امام احمد بن حنبل، ابن حجر عسقلانی، احمد بن شعیب النسائی، دارقطنی، امام ذہبی، رحمہم اللہ وغیرہ۔

۳۔　یونس بن عبید، المتوفی ۱۳۹ھ، بخاری و مسلم کے راوی ہیں، انہیں درج ذیل مشہور ائمہ حدیث نے مستند قرار دیا ہے:

ابو حاتم الرازی، ابو حاتم بن حبان البستی، ابوزرعۃ الرازی، امام احمد بن حنبل، احمد بن شعیب النسائی، ابن حجر عسقلانی، امام بخاری، علامہ سیوطی، علی بن المدینی، یحیی بن معین رحمہم اللہ وغیرہ۔

۴۔　حمید بن ہلال بن ہبیرۃ، المتوفی ۱۲۰ھ: بخاری و مسلم کے راوی ہیں انہیں درج ذیل ائمہ حدیث نے مستند قرار دیا ہے:

ابواحمد بن عدی الجرجانی، ابوجعفر العقیلی، ابوحاتم الرازی، ابوعبداللہ الحاکم، ابوحاتم بن حبان البستی، احمد بن شعیب النسائی، ابن حجر عسقلانی، قتادہ بن دعامۃ السدوسی، محمد بن سیرین رحمہم اللہ وغیرہ۔

۵۔ عبداللہ بن مطرف، المتوفی ۸۷ھ، درج ذیل محدثین کے ہاں مستند و قابل اعتماد ہیں:

ابواحمد بن عدی الجرجانی، ابن حجر عسقلانی، امام بخاری، علامہ ذہبی، ابوحاتم الرازی، ابوحاتم بن حبان البستی رحمہم اللہ۔۶، ۷۔

حضرت ابوبرزۃ الاسلمی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما صحابی ہیں جن کی ثقاہت شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

مذکورہ بالا روایت سنن ابوداود کے علاوہ درج ذیل کتب میں موجود ہے:

۱۔ سنن نسائی الصغریٰ، عن عبداللہ بن عثمان بن قدامۃ، رقم: ۴۰۷۷، ۴۰۷۵، ۴۰۷۴، ۴۰۷۳، ۴۰۷۲، ۴۰۷۱۔

۲۔ مسند أحمد بن حنبل، عن عبداللہ بن عثمان بن قدامۃ، رقم: ۶۲، ۵۵۔

۳۔ السنن الکبریٰ للنسائی، عن عبداللہ بن عثمان بن قدامۃ، رقم: ۳۵۳۶، ۳۵۲۱۔

۴۔ الأحادیث المختارہ للضیاء المقدسی عن عبداللہ بن عثمان، رقم: ۲۵، ۲۴، ۲۳۔

۵۔ مسند الحمیدی، عن عبداللہ بن عثمان بن قدامۃ، رقم: ۶۔

۶۔ البحر الزخار بمسند البزار، عن عبداللہ بن عثمان بن قدامۃ، رقم: ۴۹۔

۷۔ مسند ابی یعلی الموصلی، عن عبداللہ بن عثمان بن قدامۃ، رقم: ۸۲، ۸۱۔

۸۔ مسند أبی بکر الصدیق للمروزی، عن عبداللہ بن عثمان بن قدامۃ، رقم: ۶۸، ۶۷، ۶۔

مذکورہ بالا روایت مجموعی طور پر ۴۴ جگہ کتب حدیث میں موجود ہے، قدر ضرورت کے لیے مذکورہ حوالے کافی ہیں۔

(۳۷) البیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی، السنن الکبری، جلد ۷، صفحہ ۶۰، باب استباحۃ قتل من سبہ او ہجاہ امراۃ کان او رجلا، رقم الحدیث: ۱۳۷۰۶، طبع حیدرآباد دکن، ۱۳۴۴ھ

(۳۸) اس روایت میں ۹ راوی ہیں جن کے بارے میں معتبر محدثین کی آرا یوں ہیں:

۱۔ ابوسعد احمد بن محمد المالینی، المتوفی ۴۱۲ھ: درج ذیل محدثین کے نزدیک قابل اعتبار ہیں: ابوالفرج ابن الجوزی، ابراہیم بن سعید الحبال، الخطیب البغدادی، علامہ ذہبی، ابن العماد الحنبلی، ابونصر بن ماکولا۔

۲۔ ابواحمد بن عدی الحافظ، المتوفی ۳۶۵ھ، درج ذیل محدثین کے ہاں ثقہ ہیں: ابوالفرج ابن الجوزی، ابوالقاسم بن عساکر، ابویعلی الحنبلی، ابن الغزی، ابن کثیر الدمشقی، ابن قاضی شہبہ، دارقطنی، علامہ ذہبی تاج الدین السبکی رحمہم اللہ۔

۳۔ عبدالملک بن محمد، المتوفی ۳۲۳ھ: درج ذیل محدثین کے ہاں ثقہ ہیں: ابوسعد السمعانی، ابوعبداللہ الحاکم، ابوعلی النیسابوری، الخطیب البغدادی، علامہ ذہبی، عبدالروف المناوی، یاقوت الحموی، عبدالرحمن بن محمد الادریسی رحمہم اللہ۔

۵۔ یحیی بن اسماعیل الواسطی: درج ذیل محدثین کی رائے میں ثقہ ہیں: ابواُحمد بن عدی الجرجانی، ابوحاتم الرازی، امام احمد بن حنبل، ابن حجر عسقلانی، الخطیب البغدادی، یحیی بن معین رحمہم اللہ۔

۶۔ ابراہیم بن سعد، المتوفی ۱۸۳ھ: بخاری ومسلم کے راوی ہیں درج ذیل محدثین نے انہیں مستند قرار دیا ہے: ابراہیم بن حمزۃ بن سلیمان، ابواُحمد بن عدی الجرجانی، ابوجعفر العقیلی، ابوحاتم الرازی، ابوحاتم بن حبان البستی، امام احمد بن حنبل، انب حجر العسقلانی، احمد بن شعیب النسائی، الخبیب البغدادی، علامہ ذہبی رحمہم اللہ وغیرہ۔

۷۔ امام زہری: المتوفی ۱۲۴ھ، بخاری ومسلم کے راوی ہیں، مشہور ثقہ محدث ہیں۔

۸۔ ابوسلمۃ، المتوفی ۹۴ھ: بخاری ومسلم کے راوی ہیں اور مشہور تابعی ہیں، درج ذیل محثین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے: ابوالقاسم بن

عساکر، ابو حاتم بن حبان البستی، ابو زرعۃ الرازی، احمد بن عبد اللہ العجلی، ابن حجر العسقلانی، ابن شہاب زہری، امام بخاری، علامہ ذہبی، علی بن المدینی رحمہم اللہ وغیرہ۔

۹۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں جن کی ثقاہت شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

مذکورہ بالا روایت ''الدیات لابن أبی العاصم'' رقم: ۳۰۴ پر بھی مذکور ہے، اس کی سند بھی صحیح ہے، اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(۳۹) البوصیری، احمد بن ابی بکر بن اسماعیل، اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، کتاب المرتد، باب فیمن سب النبی ﷺ، حدیث ۳۴۶۶، جلد ۴، صفحہ ۲۲۹، طبع دار الوطن للنشر الریاض

(۴۰) مذکورہ سند میں پانچ راوی ہیں، ہر ایک کے بارے میں محدثین کی رائے ملاحظہ ہو:

۱۔ حارث بن محمد، المتوفی ۲۸۲ھ: درج ذیل ائمہ کے ہاں ثقہ اور مستند ہیں: ابراہیم الحربی، ابو العباس النباتی، ابو حاتم بن حبان البستی، احمد بن کامل الشجری، ابن عبد البر الاندلسی، الخطیب البغدادی، الدارقطنی، علامہ ذہبی رحمہم اللہ وغیرہ۔

۲۔ اسحاق بن عیسی البغدادی، المتوفی ۲۱۵ھ صحیح مسلم کے راوی ہیں، درج ذیل محدثین کے نزدیک ثقہ وقابل اعتبار ہیں: ابو حاتم الرازی، ابو حاتم بن حبان البستی، ابو یعلی الخلیلی، ابن حجر عسقلانی، امام بخاری، علامہ ذہبی رحمہم اللہ۔

۳۔ ہشیم بن بشیر السلمی، المتوفی ۱۸۳ھ: بخاری ومسلم کے راوی ہیں، درج ذیل محدثین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے: ابراہیم الحربی، ابو احمد بن عدی الجرجانی، ابو حاتم الرازی، ابو حاتم بن حبان البستی، ابو زرعۃ الرازی، ابو عبد اللہ الحاکم، امام احمد بن حنبل، امام نسائی، ابن حجر عسقلانی، الخطیب البغدادی رحمہم اللہ وغیرہ۔

۴۔ حصین بن عبد الرحمن السلمی، المتوفی ۱۳۶ھ، بخاری ومسلم کے راوی ہیں، انھیں درج ذیل ائمہ نے ثقہ قرار دیا ہے: ابو احمد بن عدی الجرجانی، ابو حاتم الرازی، ابو زرعۃ الرازی، امام احمد بن حنبل، احمن بن شعیب النسائی، ابن حجر عسقلانی، ابن الکیال الشافعی، علی بن المدینی یحیی بن معین رحمہم اللہ وغیرہ۔

۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مشہور صحابی ہیں۔

مذکورہ بالا روایت درج ذیل کتابوں میں بھی روایت ہے:

۱۔ المطالب العالیۃ لابن حجر العسقلانی، رقم: ۲۰۸۹

۲۔ بغیۃ الباحث من زوائد مسند الحارث، رقم: ۵۷۲